۴

(فرمودہ ۹؍اکتوبر ۱۹۱۶ء بمقام عیدگاہ۔ قادیان)

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ۝[1]

آج کا دن انسان کو اس طرف متوجہ کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے لئے دی ہوئی کوئی چیز ضائع نہیں جاتی۔ ہر ایک وہ چیز جو انسان صرف کرتا ہے۔ فنا ہو جاتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ہر ایک وہ چیز جو انسان کے پاس ہوتی ہے فنا ہو جاتی ہے مگر جو چیز انسان خدا کے سپرد کر دیتا ہے وہ کبھی فنا نہیں ہوتی۔ آج کا دن ہمیں اسی بات کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ کئی ہزار سال گذر گئے قریباً چار ہزار سال ہو گئے کہ ایک انسان نے خدا کے لئے کچھ قربانی کی تھی۔ اللہ کے حکم کے ماتحت اس نے اپنی بیوی اور بچے کو ایک ایسے جنگل میں جس میں نہ پانی تھا نہ کھانا، نہ محافظ تھا نہ نگہبان، لا کر ڈال دیا تھا پھر خدا تعالےٰ نے اس قربانی کو ایسا قبول کیا کہ گو چار ہزار سال گزر گئے مگر آجتک لوگ اسے بار بار یاد کرتے ہیں اور کوئی سال ایسا نہیں گذرتا کہ اس قربانی کو یاد نہ کیا جاتا ہو۔ بہت سے لوگ خدا کے حضور اسی کی یاد میں قربانیاں گذارتے ہیں۔

میرے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ رؤیا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں[2] اسی رنگ میں پوری ہوئی کہ آپ حضرت اسمٰعیل کو ایک جنگل میں چھوڑ گئے۔ یہی حقیقی تعبیر تھی اس رؤیا کی۔ وہ دراصل ایک پیشگوئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ ایک وقت آئے گا جبکہ تم خدا کے حکم کے ماتحت اپنے لڑکے کو ایسے جنگل میں جہاں بظاہر زیست کا کوئی سامان نہ ہو گا۔ چھوڑ آؤ گے اور اس کی بجائے قربانیاں ہوا کریں گی[3] چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کو یہی دکھایا گیا[4] کہ دنبہ ذبح کر جس کو انہوں نے کر دیا۔ اب اسی کی یاد میں قربانیاں ہوتی ہیں۔

ہر ایک انسان اس نظارہ کو اس وقت تک سمجھ ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ اپنی آنکھوں نہ دیکھ لے کہ ایک ایسی جگہ جہاں نہ سبزہ ہے نہ پانی۔ نہ پھل ہے نہ پھول بلکہ کوئی کھیتی بھی نہیں ہوتی اور اب تک نہیں ہوتی۔ بعض لوگوں نے کھیتی کرنی چاہی ہے مگر اس میں ناکامی ہوئی ہے۔ چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں منیٰ کے قریب نظر آتی ہیں مگر وہ بھی خشک سی۔ ایسی حالت کے ہوتے ہوئے اب وہاں لاکھوں انسانوں کی بستی ہے جنہیں ہر ایک چیز عمدہ اور تازہ مل جاتی ہے۔ انگور اور انار جیسے عمدہ وہاں ملتے ہیں ویسے ہندوستان بھر میں مَیں نے نہیں دیکھے۔ وہ ایسے اعلیٰ ہوتے ہیں کہ کابلی اور قندھاری بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ادھر ایک انار ہوتے ہیں جن کے دانے خشک سے اور چھوٹے ہوتے ہیں۔ ایک بڑے دانے والے ہوتے ہیں ان کے دانے کھٹے اور ترش ہوتے ہیں لیکن مکہ میں مَیں نے دیکھا ہے انار کا دانہ بہت موٹا اور شیریں ہوتا ہے اسی طرح انگور کا دانہ بڑا بڑا اور گول ہوتا ہے اور نہایت شیریں۔ گنّا سارے حجاز میں نہیں ہوتا مگر مکہ میں بکتا ہے۔ سنگترہ شام وغیرہ سے چلا جاتا ہے۔ غرض ہر قسم کے اور ہر موسم کے میوے اور سبزیاں جمع ہو کر وہاں چلی جاتی ہیں۔[؏] کیوں؟ اس قربانی کے عوض میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی اور اپنے لڑکے کو ایک عظیم الشان مذہب کی بنیاد کے طور پر ایک ایسے جنگل میں چھوڑ آئے تھے جہاں نہ پانی تھا نہ دانہ۔

پھر اسی قربانی کی یاد میں وہاں ایک زمزم کا چشمہ ہے۔[؎] ایک وقت تو یہ حال تھا کہ وہاں پانی کی ایک بوند نہ ملتی تھی یا اب یہ حالت ہے کہ وہاں سے پانی کو کپیوں اور بوتلوں میں بند کر کے تمام جہان میں لے جایا جاتا ہے۔ اور اس قدر پانی نکلتا ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا حالانکہ تمام دنیا میں جاتا ہے۔ وہاں کے لوگ پیتے ہیں اور یاد کرتے ہیں کہ یہ اس چشمہ کا پانی ہے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پیاسے تڑپنے اور ایک قطرہ پانی کا نہ ملنے کے وقت نکلا تھا۔ اور آج اس میں اس قدر پانی ہے کہ ذرا بھی کمی نہیں آتی۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کسی کی قربانی کو ضائع نہیں کرتا۔ اور وہ قربانی جو خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت کی جاتی ہے وہ کبھی ضائع نہیں جاتی بلکہ بہت سی برکات کا موجب ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حضرت ہاجرہ کو اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو جنگل میں چھوڑنے کے متعلق حدیث سے پتہ لگتا ہے۔[؏] اور کچھ بائیبل میں بھی اس کا ذکر ہے۔[۹] حضرت ابراہیم علیہ السلام جب ان کو لے کر آئے تو انہیں وہاں چھوڑ کر کچھ دیر ٹھہرے رہے۔ تا یہ غافل ہوں اور مَیں ان کے پاس سے چلا جاؤں۔ ایک تھیلی کھجوروں کی اور ایک مشک پانی کی ان کے پاس رکھ دی۔ اور آپ نظر بچا کر چل پڑے۔ حضرت ہاجرہ نے آپ کو جاتے ہوئے دیکھ لیا۔ ابنِ عباسؓ کی روایت ہے کہ حضرت

ہاجرہ ان کے پیچھے پیچھے چلیں اور کہا۔ آپ ہمیں کہاں چھوڑ چلے ہیں۔ یہاں نہ پانی ہے نہ کھانا، نہ کوئی ساتھی ہے اور نہ آبادی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کچھ جواب نہ دیا۔ آپ پر اس وقت رقت طاری تھی اور آپ بول نہ سکتے تھے۔ حضرت ہاجرہ نے پھر کہا کہ آپ ہمیں کہاں چھوڑ چلے ہیں اس کا بھی انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تیسری دفعہ حضرت ہاجرہ نے کہا۔ آپ ہمیں کہاں چھوڑ چلے ہیں۔ پھر بھی آپ خاموش رہے۔ اس پر حضرت ہاجرہ نے کہا۔ کیا خدا تعالےٰ نے آپ کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے جواب میں صرف اتنا کہہ سکے کہ ہاں۔ اس سے زیادہ اور کچھ جواب نہ دے سکے۔ نبیوں کا دل تو پہلے ہی بہت نرم ہوتا ہے۔ اور یہ نظارہ ہی ایسا تھا کہ سخت سے سخت دل رکھنے والا بھی پگھل جاتا۔

اس سے دیکھو کہ حضرت ہاجرہ کا ایمان کیسا مضبوط اور قوی تھا۔ وہ موقعہ ایسا تھا کہ اگر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چل پڑتیں تو انہوں نے کیا کہنا تھا یا کم از کم ان کو پکڑ کر بیٹھ رہتیں کہ ہمیں کہاں چھوڑ چلے ہو۔ میں آپ کو بھی جانے نہیں دوں گی۔ یا اگر یہ بھی نہ ہو سکتا تو ان کے پیچھے پیچھے ہی چل پڑتیں۔ اور اگر ان کے ساتھ نہ جاتیں تو کسی بستی اور آبادی میں ہی چلی جاتیں اس طرح کچھ حرج بھی نہ تھا کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو حکم ہوا تھا وہ تو انہوں نے پورا کر دیا تھا۔ اور حضرت ہاجرہ کو کوئی ایسا حکم نہ دیا گیا تھا کہ وہ ضرور وہاں ہی بیٹھی رہیں۔ کوئی کہے کہ حضرت ہاجرہ کو اس دردناک نظارہ کی وجہ سے اتنی ہوش ہی نہ رہی تھی کہ ایسا کرتیں اگر یہ بات مان لی جائے تو کم از کم وہ یہ تو کرتیں کہ روتیں، چیختیں، چلاتیں اور شور مچاتیں کہ یہ ہم سے کیا دھوکہ کیا گیا ہے۔ ہمیں جنگل میں لا کر ڈال دیا گیا ہے اور خود چلے گئے ہیں۔ مگر اس قسم کی کوئی ایک بات بھی ان کے منہ سے نہیں نکلی بلکہ کہا تو یہی کہا کہ اِذَنْ لَّا یُضَیِّعُنَا اگر خدا کا یہ حکم ہے تو وہ ہمیں ضائع نہیں ہونے دے گا۔ نہ وہ روتی ہیں نہ چلاتی ہیں نہ یہ کہتی ہیں کہ میں یہاں نہیں بیٹھوں گی۔ بلکہ خدا کا حکم سُن کر کہتی ہیں کہ وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب پانی ختم ہو گیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو سخت پیاس لگی اور حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھاگتی پھریں تو خدا تعالےٰ کے فرشتہ نے اس جگہ ایک چشمہ پھوڑ دیا۔ اور پھر اسی چشمہ پر ایک قافلہ لا کر ڈال دیا اور وہیں ایک بستی بسا دی۔ اب وہاں ہر ایک نعمت ملتی ہے۔

اس سے خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو یہ سمجھایا ہے کہ دیکھو خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت کی ہوئی قربانی کبھی ضائع نہیں جاتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا تعالےٰ کے نبی تھے انہوں نے جو کچھ کیا اپنی شان کے مطابق کیا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ابھی بچے تھے۔ اگر وہ اس وقت کچھ

نہ سمجھتے تھے تو نہ سہی لیکن ہر ایک مومن مرد اور عورت کے لئے حضرت ہاجرہ کی مثال موجود ہے کہ وہ نبی نہ تھی۔ ایک عورت تھی اور کمزور دل عورت تھی لیکن اسے ایک ایسے جنگل میں چھوڑا جاتا ہے جو بالکل ویران اور غیر آباد ہے۔ پھر اس کے لئے موقعہ ہے کہ اپنا بچاؤ کرلے۔ مگر جب اس نے سُنا کہ یہ خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت کیا گیا ہے تو کہا کہ ہم یہیں رہیں گے۔ خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔

مَیں نے حج کے موقعہ پر بڑے بڑے جسیم اور موٹے تازے مَردوں کو اس لئے روتے دیکھا ہے کہ ان سے ان کے ساتھی جُدا ہو گئے حالانکہ اگر ساتھی جُدا ہو گئے تو کیا مکہ ایک شہر ہے کوئی ویران جنگل نہیں۔ رستے بنے ہوئے ہیں، ہر قسم کا انتظام موجود ہے۔ مگر باوجود اس کے مَیں نے ساتھیوں کے جدا ہو جانے کی وجہ سے کئی ایک مَردوں کو روتے اور چلّاتے دیکھا ہے۔ لیکن دیکھو ہاجرہ عورت ہو کر ایک ایسے جنگل میں رہتی ہے جس میں کھیتی تک نہیں ہوتی اور پانی کا ایک قطرہ تک نہیں مل سکتا۔ کوئی آبادی نہیں، کوئی خبر گیراں نہیں، کوئی محافظ نہیں لیکن جب اُسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھے خدا کے حکم کے ماتحت یہاں چھوڑا گیا ہے تو کہتی ہے کہ خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ یہ کامل ایمان کی علامت ہے۔ جب تک کسی میں ایسا ہی ایمان نہ ہو اس وقت تک وہ مومن نہیں کہلا سکتا اور جس میں ایسا ہی ایمان نہ ہو وہ یہ امید کیونکر رکھ سکتا ہے کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا۔

اِس وقت خدا تعالیٰ نے ہماری جماعت سے بھی ایسا ہی ایک معاملہ کیا ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی ایک قربانی کرنی پڑتی ہے۔ ان سے عہد لیا جاتا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے لیکن افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہماری بڑی ضروریات ہیں ہم دین کے لئے کہاں سے خرچ کریں۔ حالانکہ وہ نہیں دیکھتے کہ حضرت ہاجرہ سے زیادہ قربانی تو ان سے نہیں کرائی جاتی۔ اس کی قربانی کو دیکھیں اور پھر اپنی قربانی پر نظر کریں اور پھر حضرت ہاجرہ کے ایمان کو دیکھیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ ہاجرہ سے ابھی بہت پیچھے ہیں۔ حالانکہ یہ مرد ہیں اور وہ عورت تھی۔ پھر عورتیں بھی اس سے بہت پیچھے ہیں۔ حالانکہ ہاجرہ بھی انہیں کی طرح کی ایک عورت تھی اور اسی آدم کی اولاد تھی جس کی ہم سب ہیں مگر جس ایمان کو اس نے ظاہر کیا وہ تمام مَردوں عورتوں کے لئے قابلِ رشک ہے۔ مگر افسوس ہے کہ کئی لوگ ایسے ہیں کہ جن کو اگر دین کے لئے خرچ کرنے کو کہا جائے تو آگے سے کئی قسم کی مجبوریاں پیش کر دیتے ہیں اور کئی قسم کے عذرات گھڑ لیتے ہیں حالانکہ ہر ایک عید انہیں بتاتی ہے کہ خدا کے لئے جو قربانی کی جاتی ہے وہ کبھی ضائع نہیں جاتی۔ آدمؑ سے لے کر اس وقت تک کوئی ایک بھی ایسی مثال نہیں پیش کی جا سکتی کہ خدا کے لئے کسی نے کوئی قربانی کی ہو اور اس کا نتیجہ اس کے حق میں عمدہ نہ نکلا ہو۔ بلکہ جس کسی نے بھی خدا کے لئے قربانی کی ہے اس کے لئے خدا تعالیٰ نے ملائکہ مقرر کر دیئے ہیں کہ اس کی

مدد اور تائید کریں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں لیکن یہ بات کس قدر افسوسناک ہے کہ وہ لوگ جن کو خدا تعالےٰ نے صحابہ میں سے قرار دیتا ہے۔ ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کے متعلق ان کے سیکرٹری یہ رنجدہ شکایات کرتے رہتے ہیں۔ کہ انہیں جب کبھی کسی دینی کام میں حصّہ لینے کے لئے کہا جائے تو کہدیتے ہیں کہ ہماری تو اپنی بہت سی ضروریات ہیں یا اور اسی قسم کے عذرات پیش کر دیتے ہیں۔ ایک شخص نے مجھے لکھا کہ میری بیوی کہتی ہے کہ تم قادیان میں کچھ نہ بھیجو اور جس قدر وہاں بھیجتے ہو اس سے آدھا مجھے دے دیا کرو۔ مَیں اس کے بدلے اپنا مہر تمھیں معاف کر دونگی کیا مَیں اس کی بات مان لوں۔ اس شخص کا مجھ سے یہ پوچھنا ہی بتا رہا ہے کہ اس کے دل میں خدا تعالےٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کا کس قدر جوش ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھے بغیر ہی کیوں نہ اپنی بیوی کی بات کو یہ کہکر رد کر دیا کہ مَیں تیرا حکم مانوں یا خدا کا۔

پھر کئی لوگ ہیں جو خدا تعالےٰ کے راستہ میں خرچ کرنا گویا نقصان اٹھانا خیال کرتے ہیں حالانکہ خدا تعالےٰ کے لئے جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے وہ بیج کی طرح ہوتا ہے کبھی کوئی زمیندار ایسا نہیں دیکھا گیا کہ جو زمین میں اس خیال سے بیج نہ بوئے کہ اُسے بیج کے ضائع چلے جانے کا ڈر ہے بلکہ وہ تو یہ سمجھتا ہے کہ جب میں کھیت میں دانے ڈالوں گا تو وہ بہت زیادہ بڑھیں گے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے لئے جو خرچ کرتا ہے وہ بھی بیج کی طرح ڈالتا ہے۔ اور جس طرح کھیت میں ڈالا ہوا ایک دانہ سینکڑوں دانے پیدا کر دیتا ہے اسی طرح خدا کے راستہ میں خرچ کرنے پر بہت کچھ ملتا ہے اگر کوئی خدا کے لئے خرچ نہیں کرتا تو اس کے لئے یہی کہہ سکتے ہیں کہ اسے اس بات پر ایمان نہیں کہ خدا کسی سے کچھ لے کر اسے ضائع نہیں ہونے دیتا۔ کیونکہ اگر اسے یہ ایمان حاصل ہو تو ضرور خدا کے لئے اسی یقین اور ایمان سے خرچ کرے جس کے ساتھ زمیندار کھیت میں دانہ ڈالتا ہے اور خوشی خوشی ڈالتا ہے کہ بہت زیادہ دانے حاصل ہوں گے کوئی زمیندار مصیبت اور تکلیف سمجھ کر بیج نہیں ڈالتا بلکہ خوشی خوشی ایسا کرتا ہے لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ دین کے راستہ میں خرچ کرنے والے اوّل تو اس خیال سے خرچ ہی نہیں کرتے کہ ہمارا مال خرچ ہو جائے گا اور جو خرچ کرتے ہیں وہ اس یقین اور ایمان کے ساتھ خرچ کرتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ دیا وہ ضائع ہو گیا۔ اس سے ہمیں کچھ حاصل نہ ہو گا حالانکہ خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ جو میرے راستے میں خرچ کرتا ہے اسے سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ہم دیتے ہیں[۱۱]۔ زمین میں بویا ہوا دانہ اس قدر دانے نہیں اُگا سکتا لیکن خدا تعالےٰ تو کہتا ہے کہ مَیں سات سو نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ دیتا ہوں اور زیادہ کی کوئی حد بندی نہیں۔

اس کے متعلق حضرت ابراھیم علیہ السلام کی مثال کو دیکھ لو کہ کس طرح خدا کے لئے ایک دانہ

ڈالنے سے کروڑوں کروڑ دانے پیدا ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں تو گیہوں بونے والا گیہوں ہی کاٹتا ہے اور جَو بونے والا جَو۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک دانہ سے کئی قسم کے پھل اور میوے حاصل ہوئے۔ انہیں بچے بھی ملے، سلطنت بھی ملی، دولت بھی ملی، عزّت بھی ملی غرضیکہ ہر ایک چیز حاصل ہوئی۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالےٰ کے لئے قربانی کرنے سے اس کے نتیجہ میں کئی قسم کی کھیتیاں نکلتی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ایک بچہ کو قربان کیا تھا اس کے بدلہ میں خدا تعالےٰ نے ان کو کہا کہ جس طرح آسمان کے ستارے نہیں گنے جاتے اسی طرح تیری نسل بھی نہیں گنی جائے گی۔[۱۲] اب دیکھ لو، کوئی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو گن سکے۔ جس قدر دنیا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل کے آدمی ہیں اس قدر کسی اور انسان کی نسل ہرگز نہیں مل سکتی۔ اور یہ نسل اتنی پھیلی ہے کہ آسمان کے ستاروں کی طرح گنی نہیں جا سکتی۔ پھر اگر رُوحانی طور پر دیکھا جائے۔ تو تمام دنیا کا بیشتر حصّہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ماننے والا ہے پھر مال و دولت کے لحاظ سے دیکھو تو معلوم ہوتا ہے کہ قریباً چار ہزار سال تک ان کی نسل یا ان کے متبعین کے ہاتھوں میں حکومت رہی اور اب عیسائی حکومت کر رہے ہیں۔ وہ بھی آپ کو مانتے ہیں۔ روحانیت کے لحاظ سے دیکھو تو جتنے بڑے بڑے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد گذرے ہیں وہ آپ ہی کی نسل سے تھے۔ حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انہی کی نسل سے تھے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی لکھا ہے۔ کہ مَیں بھی اسحٰقؑ کی نسل سے ہوں[۱۳] اس لئے آپؑ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی نسل سے ہوئے۔ غرض کوئی نعمت ایسی نہیں جو ان کو حاصل نہ ہوئی۔ دنیا کے لحاظ سے حکومت اور طاقت روحانیت کے لحاظ سے دولت نسل کے لحاظ سے سب سے زیادہ نسل آپؑ کو دی گئی اور وہ جگہ جو اس وقت تک بھی غیر ذی زرع ہے اس کو ایسی برکت نصیب ہوئی کہ اب سب کچھ وہاں پہنچتا ہے بلکہ مکّہ کے رہنے والوں کو کوئی کام ہی نہیں کرنا پڑتا۔ ان کو مکانوں کا کرایہ ہی اس قدر آجاتا ہے کہ ان کے لئے کافی ہوتا ہے۔ ایک سو سے لے کر دو تین سو تک ایک چھوٹے سے مکان کا کرایہ لیتے ہیں۔ پھر وہاں لوگوں کے جمع ہونے کی وجہ سے ان کی تجارت خوب چلتی ہے۔ اور وہ ان سے خوب نفع کماتے ہیں۔ پھر وہی زمزم کا چشمہ جو خدا تعالےٰ نے حضرت اسمٰعیلؑ کے لئے کھولا تھا۔ اسی کے پانی کی تجارت کرتے ہیں، ایک چھوٹے سے مٹی کے برتن میں پانی بھر کر لے جاتے ہیں جسے زمزمی کہتے ہیں اور دو روپے لے لیتے ہیں۔ غرض اس جگہ کو بھی خدا تعالےٰ نے ایسا آباد کیا کہ اس کی نظیر اور کہیں نہیں مل سکتی۔ اور حضرت ابراہیمؑ کی نسل کسی رنگ میں بھی گھاٹے میں نہ رہی۔ دنیا کی کوئی نسل اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دراصل وہ قربانی ایک بیج

تھا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک ایسی جگہ میں ڈالا جہاں بظاہر اس کی ہلاکت تھی لیکن چونکہ خدا تعالےٰ کے لئے ڈالا گیا تھا اس لئے اس قدر بڑھا کہ اس سے کروڑوں کروڑ دانے نکلے۔

کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ کہیں جا رہا تھا اس نے دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی ایسا درخت لگا رہا تھا جو بہت دیر میں پھل دینے کے قابل ہو سکتا ہے۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا تم جو یہ درخت لگا رہے ہو، یہ تمھیں کیا فائدہ دے گا۔ اس نے کہا، دوسروں کے لگائے ہوئے درختوں سے ہم نے فائدہ اٹھایا ہے ہمارے لگائے ہوئے سے دوسرے فائدہ اٹھائیں گے۔ بادشاہ نے کہا۔"زہ" اس سے اس کی یہ مراد ہوتی تھی کہ مَیں خوش ہُوا ہوں، انعام دو۔ اس پر اس شخص کو چار ہزار انعام دیا گیا۔ انعام لینے کے بعد اس نے کہا۔ دیکھئے۔ اس درخت نے ایک پھل تو مجھے اسی وقت دے دیا ہے۔ بادشاہ نے پھر"زہ" کہا اور اسے دوسری بار انعام دیا گیا پھر اس نے کہا۔ اور لوگوں کو تو سال بھر میں ایک دفعہ پھل حاصل ہوتا ہے لیکن مَیں نے چونکہ بڑی نیک نیتی سے یہ درخت لگایا ہے اس لئے مجھے دو دفعہ پھل ملا ہے۔ بادشاہ نے کہا"زہ" پھر اسے تیسری دفعہ انعام دیا گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے کہا۔ چلو اب اس سے کچھ نہ پوچھنا چاہیئے، یہ تو ہمیں لوٹ لے گا۔ یہ تو اس بادشاہ نے کہا لیکن اللہ تعالےٰ کبھی یہ نہیں کہتا اور نہ وہ دینے سے تھکتا ہے۔ کیونکہ اس کا خزانہ غیر محدود ہے۔ خدا تعالےٰ ایک ہی بیج سے بے انتہا دانے پیدا کر دیتا ہے۔ اور پھر ایک ہی بیج سے آم، خربوزے، انار، انگور وغیرہ جس قدر بھی میوے ہیں اور جس قدر بھی نعمتیں ہیں سب پیدا کر دیتا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا انعام ہو سکتا ہے اگر زمینداروں کو کوئی ایسا بیج مل جائے جس سے وہ کروڑوں پھل حاصل کر سکتے ہوں اور پھر ایک ہی بیج سے کئی قسم کے پھل میسّر آ سکیں۔ تو ان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے وہ تو اپنا سب کچھ بیچ کر اور تمام زمینیں فروخت کر کے صرف ایک دو گز زمین رکھ لیں اور اس بیج کو خرید لیں۔ لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایسا بیج خدا تعالےٰ کے حضور سے ملتا ہے مگر بہت کم لوگ اس کے لینے کی کوشش اور سعی کرتے ہیں۔ اور یہ کوئی خیالی اور وہمی بیج نہیں بلکہ حقیقی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پھل اس کی تصدیق کے لئے موجود ہیں۔

یہ بات خوب سمجھ لینی چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کے راستہ میں دی ہوئی کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی۔ عید منانے والے لوگ اس بات کو سوچیں۔ کیا عید یہ نہیں بتاتی کہ خدا کے راستہ میں دی ہوئی کوئی چیز ضائع نہیں جاتی۔ پھر کیوں وہ خدا کے راستہ میں قربانی کرنے سے دل چراتے اور کتراتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگر ہم اپنا مال اس طرح خرچ کریں گے تو ضائع ہو جائیگا

اصل بات یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا خدا تعالےٰ پر ایمان نہیں ۔ اگر ان میں حضرت ہاجرہ جتنا ایمان ہوتا۔ تو وہ کبھی یہ خیال بھی نہ کرتے اور دین کے راستہ میں اپنی جانوں اور مالوں وغیرہ کو خرچ کرنے سے ذرا بھی نہ گھبراتے۔ اور یقین رکھتے کہ اس طرح خرچ کرنے سے ہمارے اموال ضائع نہیں جائیں گے بلکہ اس کے بعد اتنے انعامات حاصل ہوں گے کہ جنہیں ہم شمار بھی نہ کر سکیں گے تو یہ ایمان کی کمزوری کا ہے۔ عید ہر سال اسی کمزوری کے دور کرنے کے لئے آتی ہے۔ تاکہ وہ لوگ جنہیں یقین نہ ہو کہ کس طرح خدا کے راستہ میں ایک دانہ خرچ کرنے سے اس قدر پھل مل سکتے ہیں انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمونہ دکھا دیا جائے۔ عید کو عام لوگ ایک میلہ سمجھتے ہیں۔ مگر دراصل یہ ان کے لئے تازیانہ عبرت ہے۔ تاکہ وہ بیدار اور ہوشیار ہوں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں اور وہی برکت حاصل کریں جو انہیں حاصل ہوئی مگر افسوس کہ بہت لوگ اس میں سستی اور کوتاہی کرتے ہیں۔

ہماری جماعت کے لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربانی کا زندہ نمونہ موجود ہے۔ جب آپؑ نے دعویٰ کیا۔ اس وقت آپ کی کیا حالت تھی۔ قادیان میں بھی اکثر لوگ آپ کو نہ جانتے تھے۔ اور آپ یہ دعویٰ سے کہتے کہ کوئی اس بات کی تردید کرے کہ دعویٰ سے پہلے میرے نام کوئی خط تک نہ آتا تھا۔ مگر خدا تعالےٰ کے لئے قربانی کرکے جس قدر اس کو پوشیدہ رکھا جائے اسی قدر زیادہ خدا تعالےٰ اسے ظاہر کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہتے کہ میں نے اپنے آپ کو دنیا سے چھپانا چاہا مگر خدا تعالےٰ نے مجھے کھڑا کر دیا۔ اور ایسا کھڑا کیا کہ اب دنیا کے چاروں کونوں سے آپ کی قربانی کے پھل پیدا ہو رہے ہیں۔ کوئی افریقہ سے کوئی امریکہ سے کوئی ایران سے کوئی ہندوستان سے کوئی افغانستان سے کوئی یورپ سے۔ غرضیکہ ہر علاقہ میں آپ کی شاخیں پھیل کر پھل پیدا کر رہی ہیں۔ پھر دیکھو آپ کو کس بات کی کمی رہی۔ آپ نے خدا تعالےٰ کے لئے گالیاں سنیں، مگر گالیاں دینے والے آپ کو اس جوش سے گالیاں نہیں دیتے تھے جس جوش سے اب آپ پر درود بھیجنے والے پیدا ہو گئے ہیں۔ پھر آپ نے خدا تعالےٰ کے لئے اپنے ایسے رشتہ دار اور دوست چھوڑے جو اپنی غرض اور مطلب کے تھے لیکن ان کے بدلہ میں خدا تعالےٰ نے ایسے رشتہ دار اور دوست دیئے جو آپ کے نام پر جانیں قربان کرنے کو تیار ہیں۔ پہلے رشتہ دار اور دوست ان کا کہاں مقابلہ کر سکتے ہیں وہ ایسے تھے کہ جب تک حضرت صاحب ان کو دیتے اور ان کی حاجتیں پوری کرتے وہ آپ کے ساتھ تھے اور اگر کچھ نہ دیتے تو الگ۔ لیکن ان کی بجائے جو خدا نے دیئے وہ ایسے تھے کہ خود حضرت صاحب کو اپنا مال دیتے اور اس بات کو اپنے لئے موجب فخر سمجھتے، یہ کتنا بڑا فرق ہے۔ ایک تو

اپنے مطلب کے دوست اور رشتہ دار تھے لیکن ان کی بجائے جو خدا تعالےٰ نے دیئے وہ بس بات کی تمنا رکھتے تھے کہ ہم سے حضرت صاحبؑ کوئی خدمت لیں تا کہ اس طرح ہمارا بیڑا پار ہوجائے۔ تو ہر رنگ میں خدا تعالےٰ نے آپ کو آپ کی قربانی کا بہت بڑھ چڑھ کر بدلہ دیا۔ ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ساری دنیا آپ کے قدموں میں آگرے کیونکہ ابھی ابتدائی زمانہ ہے۔ مگر کہتے ہیں "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات"۔ تمام مذاہب والے اس بات کو قبول کر رہے ہیں کہ اگر دنیا میں کوئی ایسا پودا ہے جس سے ڈرنا چاہیئے تو وہ وہی ہے جو مرزا صاحب نے لگایا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے ہمارے درخت نہیں بڑھ سکتے۔ جہاں ایک قوی درخت ہو، وہاں اور کوئی درخت پھل پھول نہیں سکتا اور نہ ہی بڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح تمام مذاہب والے کہتے ہیں کہ گو یہ پودا ہی ہے مگر اس کے مقابلہ میں ہمارے درخت بھی نہیں بڑھ سکتے بلکہ سُوکھ رہے ہیں۔ حضرت صاحب کہتے کہ عیسائی مشنری اور ان کی عورتیں یہاں قادیان میں آیا کرتی تھیں لیکن اب دیکھ لو کہ قادیان کے نام تک سے وہ کانپتے ہیں۔ اور کئی کئی میل دُور سے گذر جاتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایسا زبردست پودا ہے کہ جہاں یہ ہو وہاں ہمارے اُگانے سے کچھ نہیں اُگ سکتا۔ ہمارے پودے اسی وقت تک اُگ سکتے ہیں جبکہ اس سے دُور ہی ہوں، اس لئے اس سے دُور دُور ہی رہتے ہیں۔ لیکن خدا کے فضل سے یہ پودا وہاں بھی پہنچ جاتا ہے، اس لئے پھر وہاں سے انہیں بھاگنا پڑتا ہے۔ پاک درخت کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ اس کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں اور اس کا پھیلاؤ آسمان تک ہوتا ہے۔ یہی بات ہم نے اس شجر کے متعلق دیکھ لی ہے اور ہم نے تجربہ کرلیا ہے کہ اس کی موجودگی میں دوسروں کی ٹہنیاں نہیں اُگتیں اور اگر اُگتی ہیں تو خشک ہوجاتی ہیں۔ گو اس وقت ہماری جماعت کمزور ہے مگر آثار بتا رہے ہیں کہ اس کے مقابلہ میں باقی تمام پودے مرجھا رہے ہیں۔ اور ایک دن آئے گا جبکہ بالکل خشک ہوجائیں گے اور سایہ کُن درخت صرف یہی ہوگا۔

ہمارے سامنے یہ نظیر موجود ہے۔ غیر اگر بے توجہی کریں تو کریں مگر وہ جو اس خدا کے مامور اور نبی پر ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی بیعت کی اور سب کچھ دیکھا۔ ان میں سے اگر کوئی اس طرح ناامیدی ظاہر کرے کہ اگر مَیں خدا کے لئے خرچ کروں گا تو ضائع ہوجائے گا۔ وہ بہت ہی قابلِ افسوس ہے۔ اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کے لئے دی ہوئی چیز نہ کبھی پہلے ضائع ہوئی ہے اور نہ اب ہوسکتی ہے تم نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نمونہ دیکھ لیا ہے۔ پھر اپنے اپنے گاؤں میں دیکھ لو کہ جنہوں نے اس سلسلہ کے لئے سچّی قربانیاں کی ہیں انہیں کیا کچھ

حاصل ہوا ہے۔ جنہوں نے نہیں کیں بلکہ پھر گئے انہوں نے کیا کچھ نقصان اٹھایا ہے۔

آخیر پر میں پھر بتا دیتا ہوں کہ عیدیں کوئی کھیل نہیں، میلہ نہیں، تماشا نہیں۔ اسلام کی ہر بات میں حکمت ہوتی ہے۔ پس عید میں بھی ایک بہت بڑی حکمت ہے اور وہ یہ کہ عید یہی بات بتانے کے لئے آتی ہے کہ خدا تعالےٰ کے لئے جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں جاتا بلکہ کئی گنا ہو کر ملتا ہے۔

پس جو لوگ خدا کے لئے خرچ کرنے میں سست ہیں۔ وہ چست ہو جائیں تا کہ خدا تعالےٰ کے لئے ہر قسم کی قربانی کریں۔ اور جو چست ہیں وہ اور تیز ہو جائیں کہ اس راستہ میں جس قدر تیزی دکھائی جائے اسی قدر زیادہ بلندی حاصل ہوتی ہے۔

خدا تعالےٰ ہماری جماعت کو اس بات پر عمل کرنے کی توفیق دے اور عید سے سچی قربانی کرنے کا سبق سکھائے۔ آمین۔

(الفضل ۲۴ر اکتوبر ۱۹۱۶ء صفحہ ۵ تا ۹)

لہ ۔ ابراہیم ۱۴ : ۳۶ تا ۴۰

لہ ۔ الصّٰفّٰت ۳۷ : ۱۰۳

لہ ۔ الصّٰفّٰت ۳۷ : ۱۰۸

لہ ۔ پیدائش باب ۲۲۔ آیت ۱۲۔ ۱۳ میں عبارت اس طرح ہے: "اور ابراہام نے نگاہ کی اور اپنے پیچھے ایک مینڈھا دیکھا جس کے سینگ جھاڑی میں اٹکے تھے تب ابراہام نے جا کر اس مینڈھے کو پکڑا۔ اور اپنے بیٹے کے بدلے سوختنی قربانی کے طور پر چڑھایا۔"

لہ ۔ مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر عرفات کی جانب ایک بستی کا نام ہے جہاں حاجی قربانی کرتے اور تین چھوٹے چھوٹے مینار (جمرات) پر سات سات کنکریاں مارتے ہیں۔

لہ ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا (سورۃ ابراہیم ۱۴ : ۳۸) کی قبولیت کے نشان۔

لہ ۔ زمزم حجر اسود کے سامنے مطاف کے کنارے پر ایک کنواں ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے زمانہ میں یہ ایک چشمہ تھا۔ پھر رفتہ رفتہ گہرا ہوتے ہوتے کنواں بن گیا۔ اب اس کا عرض ۴ گز اور گہرائی ۶۹ گز ہے۔ اور یہ نام اس کے پانی کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ (مجمع بحار الانوار جلد ۲ صفحہ ۶۸)

لہ ۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان فی المشی۔

لہ ۔ پیدائش باب ۲۱ آیت ۱۴ تا ۱۹

۱۰۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان فی المشی

۱۱۔ البقرہ ۲ : ۲۶۲

۱۲۔ پیدائش باب ۱۵ آیت ۵ ، باب ۱۶ آیت ۱۰

۱۳۔ الاستفتاء ص۷ مطبوعہ قادیان ۱۳۲۵ھ

۱۴۔ مجانی الادب فی حدائق العرب جزء ثانی ص۱۶۴

۱۵۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۰ و ص۱۳۶

۱۶۔ ملفوظات جلد ۸ ص۳۶۹

۱۷۔ حقیقۃ الوحی ص۱۴۸ و ۱۴۹ ۔ ملفوظات جلد ۷ ص۴۳-۴۴

۱۸۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا مکتوب مندرجہ فتح اسلام طبع اول ص۶۲-۶۴ وحیات احمد جلد اول ص۲۰۳ حاشیہ وسیرت المہدی حصہ سوم ص۱۶

۱۹۔ ملفوظات جلد ۱۰ ص۲۹۵

۲۰۔ ابراہیم ۱۴ : ۲۵